رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ب پیر اکبر علی صاحب پلیڈر ایم ایل سی
نمبر فیروز پور
Ferozepore.

سرپرستان - سامعین - طلباء - علماء - لٹریچر
حصہ
اشاعت ہذا پر چھپوائے آنے

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ط

ایڈیٹر: پیر فاضل علی احمدی

فاروق

قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۳۷ء | نمبر ۱۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کا جماعت سے اخراج

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا حسب ذیل اعلان جماعت احمدیہ کی اطلاع کیلئے شائع کیا جاتا ہے (ناظر امور عامہ)

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

هُوَ النَّاصِرُ

مکرم شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کے تین خط ملے۔ پہلے خط کا مضمون اس قدر گندا۔ اور گالیوں سے پُر تھا۔ کہ اس کے بعد آپ کی نسبت یہ خیال کرنا کہ آپ بیعت میں شامل ہیں۔ اور جماعت احمدیہ میں داخل ہیں۔ بالکل خلاف عقل تھا۔ پس میں اس فکر میں تھا۔ کہ آپ کو توجہ دلاؤں کہ آپ خدا تعالیٰ سے استخارہ کریں۔ کہ اس عرصہ میں آپکا دوسرا خط ملا۔ جسمیں فخر الدین ملتانی صاحب کی طرف سے معافی نامہ بھجوانے کا ذکر تھا۔ میں اس معافی نامہ کی انتظار

(باقی دیکھو صفحہ ۲ کالم ۳)

ایک نیک روح کا انتقال

خدا جانے یہ دنیا ہو نیاز ہے کس کی
ہزاروں اٹھ گئے لیکن وہی رونق ہے مجلس کی

میرے بہنوئی حضرت سید پیر جی سرور شاہ احمدی رئیس دانہ ضلع ہزارہ رضی اللہ عنہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ قضائے الٰہی سے ماہ حال میں فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت ہی مخلص احمدی اور جماعت دانہ کے روح رواں تھے۔ احباب سے التماس ہے۔ کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کریں۔

خدا کی ہو اے اخی تجھ پہ رحمت — کہ بے وقت کی تو نے دنیا سے رحلت
اگرچہ تری یادگاریں ہیں ہم میں — خدا ان کو رکھے ہمیشہ سلامت
وہ تیری طرح خادم دینِ حق ہوں — ہمیشہ کریں دینِ احمدؑ کی خدمت
تیرے وصف عالی نہ بھولیں گے یکدم — خدا ہم کو دے صبر کرنے کی ہمت
رہے تجھ پہ انوار رحمت کا سایہ — مدارج بڑھیں تیرے ساعت بساعت
اگے زعفران تیری خاکِ لحد سے — منور رہے تا ابد تیری تربت

غلام محمد خاں چک ایبرچ ڈاکخانہ یاڑی پورہ کشمیر (ضلع انت ناگ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت سے اخراج کا اعلان

جماعت احمدیہ کی اطلاع کے لئے یہ امر شائع کیا جاتا ہے۔ کہ میاں فخر الدین صاحب کتب فروش مالک کتاب گھر قادیان کے متعلق بعض ایسی شکایات موصول ہونے پر جن سے ثابت ہوتا تھا۔ کہ ان کا تعلق سلسلہ سے مخلصانہ نہیں ہے۔ اور بعض ایسی باتوں کی وجہ سے جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات اور سلسلہ کے دوسرے کارکنوں پر ناواجب اتہام لگاتے ہیں۔ بعد تحقیق اور فخر الدین صاحب کا حلفی بیان لینے کے بعد جس میں انہوں نے بہت سی باتوں کا اقرار کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اجازت سے میاں فخر الدین صاحب مالک کتاب گھر کو جماعت سے خارج کیا جاتا ہے۔ اس بارہ میں تفصیلی بیان دو چار دن تک شائع کیا جائیگا۔ بہر دست یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ان حالات کی وجہ سے جن کا ذکر بیان میں آجائے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا حکم ہے۔ کہ جماعت کا کوئی فرد تا اطلاع ثانی ان سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے۔ نہ ان سے ملے۔ نہ کسی قسم کی خط و کتابت کرے۔ اور نہ کسی دوسرے کے توسط سے کوئی پیغام وغیرہ بھیجے۔ یا وصول کرے۔ وغیرہ ذالک۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک اہم تقریر

فخر الدین کے اخراج از جماعت کے متعلق

قادیان ۲۷ر جون کل سات بجے صبح حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت مسجد اقصیٰ میں مقامی جماعت کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوا جس میں حضور نے نہایت تفصیل کے ساتھ فخر الدین ملتانی کے اخراج از جماعت کے متعلق وجوہات بیان فرمائے۔

اور اس نے اپنے تحریری بیان میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور نظام سلسلہ کے متعلق جو غلط بیانیاں کی ہیں۔ ان کی تردید میں متعلقہ اصحاب کی حلفیہ شہادات پیش فرمائیں۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب۔ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ جناب سید عزیز اللہ شاہ صاحب۔ مولانا عبد الرحیم صاحب نیر۔ شیخ محمود احمدؓ صاحب عرفانی۔ جناب مولوی محمد دینؓ صاحب۔ جناب شیخ بشیر احمدؓ صاحب۔ سید منظور علی شاہ صاحب۔ مولوی تاج الدین صاحب۔ مولوی عبد الاحد صاحب ماسٹر غلام حیدر صاحب۔ مولوی محمد عبد اللہؓ صاحب اعجاز۔ مولوی عبد الرحمن صاحب انور اور مولوی ظفر محمدؓ صاحب نے حلفیہ بیان دیئے۔ آخر میں حضور نے خلافت سے کامل وابستگی کو تمام کامیابیوں کی جڑ ثابت کیا۔ اور نہایت مؤثر الفاظ میں دعا فرمائی۔ پونے گیارہ بجے تقریر ختم ہوئی۔

فخر الدین ملتانی کی غیر مبایعین سے ساز باز

فخر الدین ملتانی نے اپنے ایک اشتہار میں جو اس نے جماعت احمدیہ کے خلاف شائع کیا۔ دعویٰ کیا تھا۔ کہ اس کا غیر مبایعین سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر بیرونجات سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ اس کا اشتہار بعض جگہ غیر مبایعین نے ہی لوگوں میں تقسیم کیا ہے۔ چنانچہ

(۱) پیر محمد زمان شاہ صاحب مانسہرہ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ "ایک پینگامی مانسہرہ بازار میں فخر الدین ملتانی کا اشتہار تقسیم کرتے ہوئے دیکھا گیا۔ یہ پرائمری سکول میں مدرس ہے۔ اور عبد الرؤف اس کا نام ہے۔

(۲) اسی طرح بشیر احمد خانصاحب پلیڈر لائل پور سے لکھتے ہیں:۔ "فخر الدین ملتانی نے اپنا اشتہار لائل پور میں شیخ اللہ بخش (پینگامی) عرضی نویس کو تقسیم کرنے کے لئے ایک بڑی تعداد میں بھیجا ہے۔ جس کا پارسل شیخ صاحب کو کل (۲۶ر جون) کی ڈاک سے ملا۔ اور آج صبح تک وہ سارے اشتہار تقسیم کر چکے ہیں"۔

(۳) میاں ناصر علی صاحب جھنگ سے لکھتے ہیں:۔ معلوم ہوتا ہے۔ فخر الدین نے اپنے اشتہارات پینگامیوں کو بھجوائے ہیں۔ ہمارے میاں صاحب (خان بہادر میاں غلام رسول صاحب) کے نام بھی ایک پلندہ آیا ہے۔

(۴) مولوی عبد الرحمن صاحب مولوی فاضل شملہ سے لکھتے ہیں:۔ میاں فخر الدین ملتانی نے جو اشتہار بعنوان "میرے پر اسرار اخراج کے اعلان کی حقیقت اور مکروہ پروپیگنڈا" شائع کیا ہے۔ اسے کل ۲۷ر جون کو ایک آدمی جو کہ پینگامیوں کی انجمن کے مکان میں رہتا ہے۔ تقسیم کر رہا تھا۔ اس کے پاس اس وقت چالیس کے قریب اشتہار تھے۔ وہ مدت سے پینگامیوں کے پاس رہتا ہے اس کا نام علی احمدؓ ہے۔ فخر الدین نے اشتہار میں جو یہ لکھا ہے۔ کہ میرا پینگامیوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ پینگامی اس کا اشتہار شوق سے تقسیم کر رہے اور بڑی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۱ کالم ۱)

ہیں رہا۔ مگر وہ ایک غلطی کی وجہ سے میری نظر سے نہیں گزرا۔ اور کل دس گیارہ بجے اس کا علم ہوا۔ اور اسی وقت ان کو اسکی اطلاع کر دی گئی۔ اس کے چند گھنٹہ بعد آپ کا تیسرا خط ملا۔ کہ اگر چوبیس گھنٹہ تک آپکی تسلی نہ کی گئی۔ تو آپ جماعت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ سو میں اسکا جواب بعد استخارہ لکھ رہا ہوں۔ کہ آپ کا جماعت سے علیحدہ ہونا بے معنی ہے۔ جب سے آپکے دل میں وہ گند پیدا ہوا ہے۔ جو آپنے اپنے خطوں میں لکھا ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں جماعت سے خارج ہیں۔ خدا تعالیٰ اب بھی آپ کو توبہ کی توفیق دے۔ پھر جب سے آپنے میرے خط میں ان خیالات کا اظہار[۲]

---

[۲] کیا ہے۔ اسی وقت سے آپ جماعت سے میری نگاہ میں بھی الگ ہیں۔ لیکن اگر آپ کو میری تحریر کی ہی ضرورت ہے۔ تو میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ آپ خدا تعالیٰ کے نزدیک تو ان خیالات کے پیدا ہونے کے دن سے ہی جماعت احمدیہ سے خارج ہیں۔ اور ان خطوط کے بعد جو حال میں آپ نے مجھے لکھے ہیں۔ میں بھی آپ کو جماعت سے خارج سمجھتا ہوں۔ اور اس کا اعلان کرتا ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ رجولائی ۱۹۳۷ء | نمبر ۱۳

ثنائی مشن

رسالہ تعلیمات مرزا کا جواب

(۲)

اس رسالہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو "اختلافات مرزا" کے عنوان سے چودہ اختلافات کا ذکر کیا ہے۔ اس کا اصولی جواب ہم گذشتہ اشاعت میں دے چکے ہیں۔ اس کے بعد ہم تفصیلی جواب لکھتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس رسالہ اور بالخصوص اس باب کی روح یہی بحث ہے۔ کہ یسوع اور مسیح دو ہیں۔ یا ایک ہی شخص اور ایک ہی حیثیت اور دراصل اس بحث میں بھی ایک اصولی رنگ ہے۔ اور اس گفتگو سے بہت سے اعتراض خود بخود حل ہو جائینگے اس لئے ہم پہلے اسی کو شروع کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق

حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین اور احمدیہ لٹریچر

دو بڑے مذہبوں (اسلام اور عیسائیت) میں حضرت مسیح علیہ السلام کی شخصیت مسلّم ہے۔ لیکن اول الذکر ان کو صرف ایک اولوالعزم نبی مانتا ہے اور عیسائیت انہیں ابن اللہ اور خدا قرار دیتی ہے اس لحاظ سے اگرچہ حضرت مسیح اور یسوع دو وجود نہیں ہیں۔ لیکن صفات منسوبہ میں نمایاں فرق ہونے کا باعث اس شخصیت کے دو عظیم الشان اعتبار ہیں قرآن مجید فرماتا ہے۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (مائدہ الخ) لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم۔ وقال المسیح "یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم (مائدہ الخ) مسیح ایک رسول ہیں۔ اور ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں۔ مسیح نے تو یہی کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل ایک اللہ کی عبادت کرو۔ جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے۔ وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں۔ کہ مسیح ہی خدا ہے۔

ان آیات سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح کی اصل شان تو رسالت ہی ہے۔ اور جو لوگ ان کو خدا اقرار دیتے ہیں۔ وہ کفر کرتے ہیں۔ بہرحال ان کی دو حیثیتیں ہوئیں۔ ایک حقیقی حیثیت دوسری فرضی حیثیت۔ حقیقی حیثیت اسلام نے پیش کی ہے۔ اور فرضی حیثیت کی مدعی نصرانیت ہے۔ گویا دراصل لفظ "مسیح" اس حیثیت کی نمائندگی کرتا ہے۔ جو اسلام نے پیش کی ہے۔ اور لفظ "یسوع" اس حیثیت کا مظہر ہے۔ جو عیسائیت پیش کرتی ہے۔ پس اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ مسیح اور یسوع الگ الگ ہیں۔ اگرچہ بلحاظ حقیقت دو نہیں ہیں۔ بالخصوص جبکہ ان کو بالمقابل بولا جاوے۔ اور متکلم خود تشریح بھی کر دے۔

مولوی محمد قاسم صاحب بانیٔ مدرسہ دیوبند کا تشریحی بیان

آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"غور کر کے اگر دیکھیں۔ مفرط فی المحبۃ اس کا محب نہیں ہوتا۔ جس کی محبت کا مدعی ہوتا ہے۔ بلکہ اپنی خیالی تصویر کا محب ہوتا ہے۔ نصاریٰ جو دعویٰ محبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کرتے ہیں۔ تو حقیقت میں ان سے محبت نہیں کرتے۔ کیونکہ دار و مدار انکی محبت کا خدا کا بیٹا ہونے پر ہے۔ سو یہ بات حضرت عیسیٰ میں تو معلوم۔ البتہ ان کے خیال میں تھی۔ اپنی خیالی تصویر کو پوجتے ہیں۔ اور اسی سے محبت رکھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کو خداوند کریم نے ان کی واسطہ داری سے برطرف رکھا ہے۔ ایسا ہی شیعہ بھی اپنی خیالی تصویر سے محبت کرتے ہیں۔ ائمہ اہلبیت سے محبت نہیں کرتے۔ اس محبت پر محبان قدرشناس کو دشمن اہلبیت سمجھنا ایسا ہی ہے۔ جیسا نصاریٰ بزعم خود رسول اللہ صلعم اور ان کی امت کو دشمن عیسیٰ سمجھتے ہیں"۔ (رسالہ ہدایت الشیعہ ص ۲۴۴ و ۲۴۵)

گویا حضرت مسیح کی دو تصویریں ہیں۔ نصاریٰ کے پاس خیالی تصویر ہے۔ اور اہل اسلام کے پاس حقیقی۔ نصاریٰ "حقیقت میں" مسیح سے محبت نہیں کرتے۔ بلکہ اپنی خیالی تصویر کی محبت کرتے ہیں۔ اب ظاہر ہے۔ کہ اگر اس خیالی تصویر کے متعلق کچھ کہا جائیگا تو "حقیقت میں" حضرت مسیح کے متعلق نہ ہوگا۔ فتدبر۔

متکلمین اسلام کا طرز عمل

جن لوگوں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا منہاج السنہ پڑھی ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ انہوں نے اہل تشیع کے بالمقابل کیا طریق اختیار کیا ہے۔ ایسا ہی مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی اور مولوی آل حسن صاحب نے نصاریٰ کے مقابلہ پر کس طرح سے الزامی جوابات دیئے ہیں۔ ہم اس کے متعلق کتاب تفہیمات ربانیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فصل نہم میں مکمل بحث کر چکے ہیں۔ اور اس جگہ مؤخر الذکر بزرگوں کے تین حوالجات درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں مولوی اُل حسن صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

(۱) "تربیت حضرت عیسیٰ کی ازروئے حکمت کے بہت ناقص ٹھہری"۔ (استفسار صفحہ ۱۰۷)

(۲) "حضرت عیسیٰ کا معجزہ احیائے میت کا بعضے بھان متی کرتے پھرتے ہیں۔ کہ ایک آدمی کا سر کاٹ ڈالا بعد اس کے سب کے سامنے دھڑ سے ملا کر کہا۔ کہ اٹھ کھڑا ہو۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا"۔ (استفسار صفحہ ۳۳۶)

مولوی رحمت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

(۳) "ہمراہ جناب مسیح بسیار زناں ہمراہ مے گشتند و مال خود مے خوراندند و زنان فاحشہ پایہا آنجناب را مے بوسیدند و آنجناب مرثا و مریم را دوست مے داشت و خود شراب برائے نوشیدن دیگر کساں عطائے فرمودند"۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۷۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرزِ خطاب

یسوع اور مسیح کی توہین وغیرہ کے متعلق حضور علیہ السلام کے متعدد حوالجات ہیں۔ مگر اس مختصر کے مناسب ہم صرف مندرجہ ذیل عبارات پر اکتفا کرتے ہیں۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) "ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں"۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵)

(۲) "اس بات کو ناظرین یاد رکھیں۔ کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا جیسا کہ وہ ہمارے مقابل کرتے ہیں۔ عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اس عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے۔ جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے۔ اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے۔ اور آنے والے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان رکھتے تھے۔ اور آنحضرت کے بارہ میں پیشگوئی کی تھی۔ بلکہ ایک شخص یسوع نام کو مانتے ہیں۔ جس کا قرآن میں ذکر نہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور پہلے نبیوں کو بٹہمار وغیرہ ناموں سے یاد کرتا تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ یہ شخص ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا سخت مکذب تھا۔ اور اس نے یہ بھی پیشگوئی کی تھی۔ کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئیں گے۔ سو آپ لوگ خوب جانتے ہیں۔ کہ قرآن شریف نے ایسے شخص پر ایمان لانے کے لئے ہمیں تعلیم نہیں دی"۔ (آریہ دھرم ٹائٹل پیج آخری)

(۳) "یاد رہے۔ کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے۔ جس نے خدائی کا دعوےٰ کیا۔ اور پہلے نبیوں کو چور اور بٹہمار کہا۔ اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بجز اس کے کچھ نہیں کہا۔ کہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے۔ ایسے یسوع کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں"۔ (انجام آتھم صفحہ ۱۳)

(۴) ھذا ما کتبنا من الاناجیل علیٰ سبیل الالزام وانا نکرم المسیح ونعلم انہ کان تقیاً ومن الانبیاء الکرام"۔ (ترغیب المؤمنین صفحہ ۱۹ حاشیہ)

یہ سب باتیں ہم نے انجیلوں کے حوالوں کی بناء پر بطور الزام خصم لکھی ہیں۔ ورنہ ہم تو حضرت مسیح کی عزت کرتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ پارسا اور برگزیدہ نبیوں میں سے تھے"۔

ان ہر چہار حوالجات سے حسب ذیل امور بالبداہت ثابت ہیں۔ اوّل۔ یسوع کے متعلق جو کچھ لکھا گیا تھا۔ وہ انجیلی بیانات اور عیسائیوں کے عقائد ہیں۔ ہمارے عقائد نہیں۔ دوم۔ جو کچھ لکھا گیا۔ وہ اشد ضرورت اور مجبوری کے وقت لکھا گیا۔ تاکہ عیسائی اپنے گھروں کا حال دیکھ کر سید الانس والجان کی مذمت سے باز آجائیں۔ سوم۔ حضرت مسیح بے شک نبی تھے۔ لیکن عیسائی جس حیثیت میں ان کو پیش کرتے ہیں۔ اسے نہ قرآن مجید نے تسلیم کیا ہے۔ اور نہ ہی مسلمان مانتے ہیں۔

حضرت مسیح کے متعلق مسیح موعودؑ کا ایمان؟ بیان بالا سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کی ان تحریروں کا کیا مقصد ہے۔ جو یسوع کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ یعنی ان سے حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کرنا مقصود نہیں۔ بلکہ عیسائیوں کے مسلمات کا اظہار مطلوب ہے۔ لیکن تاہم اس عنوان کے ماتحت بھی ہم بعض حوالجات درج کر دیتے ہیں:۔

(۱) "ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں۔ اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے۔ جو ان کی شان بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکا کھانے والا اور جھوٹا ہے"۔

(ایام الصلح سرورق صفحہ ۲)

(۲) "ہم لوگ جس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں۔ تو پھر کیونکر ہماری قلم سے ان کی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں"۔ (کتاب البریہ صفحہ ۹۳)

(۳) "میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ کوئی انسان حسین رضؓ جیسے یا حضرت عیسیٰؑ جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور وعید من عادیٰ لی ولیاً دست بدست اسکو پکڑ لیتا ہے"۔

(اعجاز احمدی صفحہ ۳۸)

(۴) "حضرت مسیح اپنے اقوال کے ذریعہ اور اپنے افعال کے ذریعہ سے اپنے تئیں عاجز ٹھہراتے رہے خدائی کی کوئی بھی صفت ان میں نہیں۔ ایک عاجز انسان ہیں۔ ہاں نبی اللہ بے شک ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں"۔

(جنگ مقدس صفحہ ۵)

(۵) "موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا۔ اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں سو میں اسکی عزت کرتا ہوں۔ جس کا ہمنام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوں۔ اور مفسد اور مفتری ہے۔ وہ شخص جو مجھے کہتا ہے۔ کہ مسیح بن مریم کی عزت نہیں کرتا۔" (کشتی نوح ص۱۶)

ان حوالجات سے عیاں ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا کیا مقام ہے۔ اب اگر مولوی ثناء اللہ صاحب یا ان کے ساتھی مخلوق خدا کو دھوکہ دینا چاہیں۔ تو آخری حوالہ کو بغور پڑھ لیں۔

حضرت مسیح ناصری اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

ہم نے عقلی و نقلی طور پر بتا دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو طریق اختیار فرمایا۔ وہ عین مناسب بلکہ ضروری تھا۔ اور غیرت اسلامی کے موافق۔ اس سے حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین نہیں ہوتی۔ اب ہم ذیل میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر ثنائی یا اخبار اہلحدیث کے بعض حوالجات من وعن درج کرتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

(۱) "تورات اور انجیل کو مسودہ سے تشبیہ اسکی حالت موجودہ کے لحاظ سے ہے۔ جس میں ایسے مضامین بھی ہیں۔ کہ حضرت لوط نے (معاذ اللہ) شراب پی کر اپنی لڑکیوں سے زنا کیا۔ (پیدائش باب ۱۵) مسیح نے شراب کی دعوت میں شراب کے کم ہونے پر معجزہ سے شراب کو بڑھا دیا۔ (انجیل یوحنا باب ۲) ورنہ حقیقی[1] تورات انجیل نور۔ ہدایت اور رحمت تھی"۔

(تفسیر ثنائی جلد ۲ ص۱۷)

(۲) "اسی طرح حضرت عیسیٰ نے شادی نہیں کی۔ اور نہ جہاد[2] کیا۔ نہ متاہلانہ زندگی گذاری۔ تو ان کی سیرت بھی مکمل سیرت کہے جانے کی مستحق نہیں"۔

(اخبار اہلحدیث ۱۴ر ستمبر ۱۹۳۱ء)

(۳) ایک مضمون بعنوان "بائبل یسوع مسیح کو گنہگار ثابت کرتی ہے" شائع ہوا تھا۔ اس کے خاص متعلقہ فقرات یہ ہیں:۔

"عیسائی مبلغین خواہ کتنا ہی زور ایڑی سے چوٹی تک مسیح کی معصومیت ثابت کرنے میں کیوں نہ لگائیں۔ ہرگز مریم اور اس کا لڑکا مسیح اس آلائش سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ..... خود جناب مسیح نے فقیہیوں اور فریسیوں کو احمق کے لفظ سے خطاب کیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوا۔ کہ مسیح بھی اس گناہ عظیم کے مرتکب ہوئے۔ علاوہ ازیں انجیل میں مرقوم ہے۔ کہ جناب مسیح اور ان کے شاگردوں کی کسی جگہ دعوت ہوئی تھی۔ عجب اتفاق کہ اس جلسہ میں شراب نوشی بھی جاری تھی۔ اچانک شراب ختم ہوگئی۔ تو مسیح نے اپنے شاگردوں کو فرمایا۔ کہ ان چھ مشکوں میں پانی بھر دو۔ انہوں نے ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مشکوں میں لبالب پانی بھر دیا۔ اور جناب مسیح نے اسکی شراب بنائی۔ پس یہ امر بھی گناہ سے خالی نہیں۔ باوجود ان تمام امور کے ہم کسی صورت سے یہ کہنے کے لئے تیار نہیں۔ کہ مسیح معصوم یعنی گناہوں سے بالکل پاک اور مبرا تھا۔ یہ سب مذکورہ بالا واقعات ہم کو بتاتے ہیں۔ کہ مسیح کی معصومیت کا دعویٰ کرنا غلط ہے"۔

(اخبار اہلحدیث ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء ص۱)

(۴) "یسوع مسیح میں عملی تشدد بے شک نہ تھا۔ لیکن ارادہ میں تشدد تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہہ دیا تھا۔ کہ مت سمجھو۔ کہ میں صلح کرانے آیا ہوں۔ بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں (انجیل متی ۱۰/۳۵) اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ برمحل تشدد بلکہ تخیر[1] کرنے کا بھی مسیح ارادہ رکھتے تھے۔ ہاں موقع کے منتظر تھے۔ جو مشیت الٰہیہ سے نہ ملا"۔ (اہلحدیث ۶ر جون ۱۹۳۰ء ص۱۳)

(۵) "حضرت مسیح نے فرمایا۔ ارے فقیہو! تم خدا کے کلام کو اپنی تقلید پلید نا سدید سے جو تم نے بنا رکھی ہے۔ باطل کر دیتے ہو"۔ (اہلحدیث ۱۸ر اپریل ۱۹۳۰ء)

(۶) "اسی صفحہ کے کالم اول میں جہاں انجیلی یسوع اور قرآنی مسیح کو شخص واحد ثابت کرنے کے لئے ثبوت میں قرآن کی یہ آیت (مبشر صاحب) پیش کر آئے ہیں۔ کہ نصاریٰ کہتے ہیں۔ کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ خدا ان کو غارت کرے۔ تو بہ ۲/۶۔ یعنی قرآن مجید کی اس بائبل سے ناراضگی بتا آئے ہیں۔ جس میں مسیح کو ابن اللہ مانا گیا ہے۔ اور یہاں کس دلیری سے کہتے ہیں۔ کہ قرآن اسی بائبل کی صحت کی تصدیق کرتا ہے"۔

(اہلحدیث ۲ر اکتوبر ۱۹۳۱ء ص۷)

(۷) "تورات انجیل مسلمانوں کی اور ہے۔ اور عیسائیوں کی اور۔ عیسائی موجودہ مصنفات کو اناجیل کہتے ہیں۔ اس لئے انہی کے غیر محرف ہونے کے وہ قائل"

(اہلحدیث ۶ر جون ۱۹۳۰ء ص۱)

(۸) "اگر آپ کا اشارہ موجودہ بائبل کی طرف ہے تو ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ یہ وہ انجیل نہیں۔ جو حضرت مسیح علیہ السلام کو دی گئی تھی"۔

(اہلحدیث ۲ر اکتوبر ۱۹۳۱ء)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا حوالجات ہمارے دعویٰ کے اثبات کے لئے کافی دلیل ہیں۔ کہ مخالفین کے مسلمات کی بنا پر ان کی کتب کو پیش کرنا توہین نہیں ہے۔ بلکہ عند الضرورت ایسا کرنا اظہار حق کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم ان حوالجات پر کسی ضمیمہ کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ (باقی وارد)

---

[1] تورات و انجیل حقیقی اور غیر حقیقی ہو سکتی ہے۔ تو مسیح کیوں حقیقی اور غیر حقیقی نہ ہوگا۔ اگر غیر حقیقی انجیل و تورات کو مسودہ کہنا جائز ہے۔ تو ان کے پیش کردہ غیر حقیقی مسیح کے متعلق کچھ کہنا کیوں جائز نہیں؟

[2] پھر حضرت مسیح موعود پر سیفی جہاد نہ کرنے کا اعتراض کیوں؟ (ابو العطاء)

[1] قرآن مجید میں ہے۔ ولم یجعلنی جبارًا شقیًا (مریم) ابو العطاء

بطالوی کا انجام

مولوی محمد حسین بٹالوی جس نے حضرت مسیح موعود کی اوائل میں تائید کی۔ اور آخر میں تکذیب و تکفیر اس کے مکمل حالات ابتدا سے لے کر دم وفات تک کے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کی صداقت جو محمد حسین کی خانہ ویرانی کے متعلق کی گئی تھی۔ اگر دیکھنی ہو۔ تو ۶ر کے ٹکٹ ڈاک بھیجکر ایک نسخہ دفتر فاروق سے منگالیں۔ لاجواب کتاب ہے۔ (مینیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

نیستی سے ہستی

آریہ دوست کہتے ہیں۔ کہ دنیا میں کوئی چیز کسی نے نیست سے ہست ہوتی نہیں دیکھی۔ بلکہ ہمارا مشاہدہ یہی ہے۔ کہ دنیا میں ہست سے ہست ہو رہا ہے۔ اور تمام چیزیں مادہ سے بن رہی ہیں۔ لیکن اگر نیست سے ہست ہو سکتا ہے۔ تو اسکی نظیر دنیا میں دکھلائی جاوے۔ پس جب دنیا میں کوئی چیز نیست سے ہست ہوتی دیکھی نہیں گئی۔ تو کس طرح یہ تسلیم کر لیا جاوے۔ کہ نیستی سے ہستی ہو سکتی ہے۔

پہلا جواب۔ بے شک یہ صحیح ہے۔ کہ تم نے کوئی چیز اس موجودہ سرشٹی میں نیست سے ہست ہوتی نہیں دیکھی۔ بلکہ یہاں کا یہی قانون ہے۔ کہ ہست سے ہست ہو۔ مگر ضروری نہیں۔ کہ جو قانون اس موجودہ دنیا میں ہو۔ وہ لاتبدیل ہو۔ اور اس سے سرمو تفاوت نہ ہو سکے۔ کیونکہ تم خود بعض باتیں اس موجودہ سرشٹی میں ناممکن مانتے ہو۔ مگر پھر ابتداء دنیا میں ان باتوں کے وقوع کے قائل ہو۔ اس بات کو ہم بذریعہ سوال و جواب کے صاف و واضح کرتے ہیں۔

آریہ۔ کوئی چیز نیست سے ہست نہیں ہوتی۔

احمدی۔ کیوں؟

آریہ۔ اس لئے کہ ہم نے اس دنیا میں کوئی ایک چیز بھی نیست سے ہست ہوتی نہیں دیکھی۔ بلکہ جب کبھی دیکھا۔ ہست سے ہست ہوتے ہی دیکھا۔ اس لئے ہم اس مشاہدہ کے خلاف نہیں مان سکتے۔ کہ کوئی چیز نیست سے ہست ہو سکتی ہے۔

احمدی۔ اچھا بتاؤ۔ کہ اس موجودہ سرشٹی میں کوئی ایک شخص بھی تم نے دیکھا۔ جو بے ماں باپ پیدا ہوا ہو۔

آریہ۔ نہیں۔

احمدی۔ پھر کیا یہ بات ناممکن ہے۔ کہ بغیر ماں باپ کے کوئی شخص پیدا ہو۔

آریہ۔ نہیں۔ بلکہ اس موجودہ دنیا میں تو کوئی بغیر ماں باپ کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ مگر ابتداء سرشٹی میں جو لوگ پیدا ہوئے۔ وہ بغیر ماں باپ ہی کے تھے۔

احمدی۔ جزاک اللہ۔ یہی جواب ہماری طرف سے سمجھ لو۔ کہ بے شک اس موجودہ دنیا میں نیست سے ہست نہیں ہوتا۔ مگر موجودہ قانون اس امر کی دلیل نہیں۔ کہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا۔ یا یہ کہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ غرض موجودہ دنیا کی اشیاء تو مادہ سے بنتی ہیں۔ مگر خود مادہ بغیر کسی چیز کے بنا تھا۔ جیسا کہ موجودہ لوگ تو ماں باپ سے پیدا ہوتے ہیں مگر پہلے آدمی بغیر ماں باپ کے تھے۔ خلاصہ یہ کہ آریو نکا یہ کہنا کہ چونکہ موجودہ سرشٹی میں کوئی چیز نیست سے ہست نہیں ہوتی۔ اور کوئی ایک نظیر بھی اسکی نہیں ملتی۔ کہ کوئی چیز نیست سے ہست ہوئی ہو۔ اس لئے نیست سے ہست ہونا ناممکن ہے۔ یہ دلیل غلط ہے۔ کیونکہ موجودہ سرشٹی میں تو بغیر ماں باپ کے آدمی پیدا نہیں ہوتے۔ اور کوئی ایک نظیر بھی (بقول آریوں کے) نہیں ملتی۔ کہ کوئی شخص بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا ہو۔ مگر یہ آریہ بھی مانتے ہیں۔ کہ پہلے آدمی بے شک بغیر ماں باپ کے تھے۔

لطیفہ:۔ عجیب بات ہے۔ کہ سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں خود اقرار کیا ہے۔ کہ نیست سے ہست ہونا ایسا ہی ناممکن ہے۔ جیسا کہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہونا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

"سوال۔ کیا علت کے بغیر پرمیشور معلول نہیں بنا سکتا؟

جواب۔ نہیں۔ کیونکہ جو نیست ہے۔ یعنی جس کا وجود نہیں۔ اس کا ہست ہونا بالکل غیر ممکن ہے۔ جیسے کوئی گپ ہانکے۔ کہ میں نے عقیم کے لڑکے اور لڑکی کی شادی دیکھی۔ اور وہ انسان کے سینگ کی کمان اور اکاش کے پھولوں کی مالا پہنے ہوئے تھے۔ اور سُراب کے پانی میں غسل کرتے اور گندھرب شہر میں رہتے تھے۔ وہاں بادل کے بغیر بارش اور زمین کے بغیر سب اناجوں کی پیداوار ہوتی تھی۔ ویسا ہی علت کے بغیر معلول کا ہونا ناممکن ہے جیسے کوئی کہے۔ کہ میرے ماں باپ نہ تھے۔ اور میں ویسے ہی پیدا ہو گیا ہوں۔ میرے منہ میں زبان نہیں ہے۔ لیکن بولتا ہوں۔ یا سوراخ میں سانپ نہ تھا لیکن نکل آیا۔ یا میں کہیں نہ تھا۔ یہ بھی کہیں نہ تھے۔ لیکن سب لوگ آئے۔ ایسی ناممکن بات بے سروپا راگ لینی بے ہوش شخصوں کی بڑ جیسی ہے"۔ صفحہ ۲۴۷ طبع اول صد ۲۸۲/۶۷ ۶۳۔

ستیارتھ پرکاش کا یہ حوالہ ناظرین کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ اس سے ہم آریوں کو مباحثات میں خوب پکڑ سکتے ہیں۔ کیونکہ سوامی صاحب کے نزدیک نیست سے ہست ہونا اور بغیر ماں باپ کے پیدا ہونا دونوں ناممکن ہیں۔ اور پھر سوامی صاحب کا دوسری جگہ اقرار ہے۔ کہ ابتداء سرشٹی میں بہت سے لوگ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تھے صد ۲۹۴/۶۷ طبع اول۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ جب دونوں میں سے ایک بات جو موجودہ دنیا میں ناممکن ہے۔ وہ ابتداء دنیا میں ممکن ہو سکتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ دوسری ناممکن بات کبھی بھی ممکن نہ ہو۔ حالانکہ دونوں کا عدم امکان مساوی تھا۔ بلکہ بے ماں باپ ہونا تو ایسا بین ناممکن تھا۔ کہ سوامی صاحب کو نیست سے ہست ہونے کے ناممکن ہونے کو ثابت کرنے کے لئے بغیر ماں باپ سے پیدا ہونے والے عدم امکان سے تمثیل دینی پڑی۔ غرض سوامی صاحب کے نزدیک نیست سے ہست ہونا اور بغیر ماں باپ کے پیدا ہونا دونوں ناممکن ہونے میں برابر ہیں۔ مگر پھر ابتداء سرشٹی میں دونوں میں سے ایک کو ممکن مانتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں۔ کہ بے شک نیست سے ہست ہونا خواہ اب موجودہ سرشٹی میں عمل میں نہ آوے۔ اور اب پرمیشور ہست سے ہست ہی کرے مگر ابتداء میں ضروری ہے۔ کہ پرمیشور نیستی سے ہستی کرے۔

دوسرا جواب:۔ یہ جواب کئی جوابوں پر مشتمل ہے۔ اسکو بطور سوال و جواب کے لکھا جاتا ہے۔

احمدیؐ۔ کیا تم مانتے ہو۔ کہ نیست سے ہست کرنا بھی خدا کی صفت ہے؟

آریہ۔ نہیں۔

احمدیؐ۔ کیوں؟

آریہ۔ اس لئے کہ اگر نیست سے ہست کرنا خدا کی صفت ہوتی۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ دنیا میں اس صفت کا ظہور ہوتا۔ اور ہم اس صفت کو دنیا میں کام کرتے ہوئے مشاہدہ کرتے۔ لیکن چونکہ ہم نے اس صفت کو کام کرتے ہوئے اور نیست سے ہست کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اور ہمارے مشاہدہ میں کوئی ایک نظیر بھی اسکی نہیں دیکھی جاتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صفت ہی پرمیشور میں نہیں۔

احمدیؐ۔ کیا کلام کرنا اور الہام نازل کرنا خدا کی صفت ہے؟

آریہ۔ ہاں یہ صفت تو پرمیشور میں ہم بھی مانتے ہیں۔

احمدیؐ۔ مگر تمہارے بیان کردہ اصول کی رو سے تمہارے اپنے الفاظ میں بعینہٖ کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اگر کلام کرنا اور الہام کرنا خدا کی صفت ہوتی۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ دنیا میں اس صفت کا ظہور ہوتا۔ اور ہم اس صفت کو دنیا میں کام کرتے ہوئے مشاہدہ کرتے۔ لیکن چونکہ ہم نے اس صفت کو کام کرتے ہوئے اور خدا کو کلام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اور ہمارے مشاہدہ میں کوئی ایک نظیر بھی اس کی نہیں دیکھی جاتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ صفت ہی پرمیشور میں نہیں۔ اب بتاؤ۔ کہ ایسے شخص کو تم کیا جواب دوگے۔

آریہ۔ ہم اس شخص کو کہیں گے۔ کہ بے شک نہ ہم نے خدا کا کلام کسی پر اترتے ہوئے معلوم کیا۔ اور نہ آج کل خدا الہام نازل کرتا ہے۔ اور نہ اس موجودہ سرشٹی میں وہ کبھی الہام نازل کرے گا۔ اور نہ کوئی کلام کرنے کی نظیر مل سکتی ہے۔ مگر پھر بھی ابتداء سرشٹی میں خدا نے چار رشیوں پر الہام نازل کیا۔

احمدیؐ۔ بس بس حق بر زبان جاری۔ یہی تمہارے والا جواب تمہارے ہی الفاظ میں ہم تم کو دیتے ہیں۔ کہ بے شک نہ ہم نے خدا کو نیست سے ہست کرتے ہوئے دیکھا۔ اور نہ آج کل خدا نیست سے ہست کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور نہ اس موجودہ سرشٹی میں ہم نیست سے ہست ہوتا دیکھیں گے۔ (الا ماشاء ربک ان ربک فعال لما یرید) اور نہ کوئی نظیر نیست سے ہست کی ہم دکھا سکتے ہیں۔ مگر پھر بھی ابتدائے دنیا میں دنیا کے مادہ کو اس نے نیست سے ہست کیا۔ پھر موجودہ دنیا میں وہ اس پیدا شدہ مادہ سے سب اشیاء بناتا ہے۔

اسی طرح ہمارا ایک اور سوال ہے۔ اور وہ یہ کہ تمہارے نزدیک مادہ اپنی اصلی حالت میں بھی کبھی آتا ہے۔ یا ہمیشہ ترکیب یافتہ حالت ہی میں پایا جاتا ہے؟

آریہ۔ چار ارب بتیس کروڑ برس تک ترکیب کی حالت میں رہتا ہے۔ مگر بعد میں چار ارب بتیس کروڑ برس پرلے میں وہ اپنی اصلی غیر محسوس حالت میں بے ترکیب ہو جاتا ہے۔ (طبع اول ص۲۸۰)

احمدیؐ۔ کیا تم نے مادہ کو اصلی حالت میں دیکھا ہے؟

آریہ۔ نہیں۔

احمدیؐ۔ کیا تمہارے مشاہدہ میں پرلے کی حالت آئی ہے؟

آریہ۔ نہیں۔

احمدیؐ۔ پھر جبکہ تم نے نہ مادہ کو اصلی حالت میں دیکھا۔ اور نہ پرلے کا وجود تمہارے مشاہدہ میں آیا۔ بلکہ جب تم نے مادہ کو دیکھا۔ تو حالت ترکیب ہی میں دیکھا۔ اور جبکہ تم نے خود پرلے کا مشاہدہ نہیں کیا۔ تو تم کیوں ان کے وجود کے قائل ہو؟

آریہ۔ بے شک نہ تو ہم نے مادہ کو اسکی اصلی حالت میں دیکھا۔ اور نہ پرلے کا وجود ہم نے مشاہدہ کیا۔ مگر پھر بھی کلام الٰہی یعنی وید اور عقل اس امر کو باور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ گو موجودہ دنیا میں تو مادہ ہمیشہ ترکیب ہی کی حالت میں نظر آوے۔ مگر اس سرشٹی سے پہلے پرلے میں یا بعد کے پرلے میں وہ ترکیب چھوڑ دے۔ نیز گو اب دنیا رچی ہوئی ہے۔ مگر عقل باور کرتی ہے۔ کہ اس سرشٹی سے پہلے بھی اور بعد میں بھی وہ غیر رچی ہوئی حالت میں ہو جاوے۔

احمدیؐ۔ بس یہی جواب ہماری طرف سے سمجھ لو۔ کہ ہم نے نیست سے ہست ہوتے نہیں دیکھا۔ مگر پھر بھی کلام الٰہی یعنی قرآن مجید اور عقل اس امر کو باور کر رہے ہیں۔ کہ موجودہ دنیا میں ہمیشہ ہست سے ہست ہی ہو۔ مگر اس سرشٹی سے پہلے ضرور نیستی سے ہستی ہوئی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ خلق کل شیء فقدرہٗ تقدیرًا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر شے پہلے عدم سے وجود میں لایا۔ مگر پھر یعنی اس موجودہ دور میں وہی اشیاء جو شروع میں نیست سے ہست ہوئی تھیں۔ ایک خاص اندازہ اور طریق سے ہونے لگیں۔ جیسا کہ شروع میں تو انسان بے ماں باپ پیدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہُوا۔ مگر بعد میں ایک اندازہ اور قانون بنا دیا گیا۔ کہ ماں کے بطن سے انسانی وجود ہویدا ہُوا کرے۔ اور عقل بھی صاف باور کرتی ہے۔ کہ موجودہ مرکب دنیا یعنی سورج۔ چاند۔ زمین۔ شجر۔ حجر وغیرہ مادہ کے صغیر عناصر سے بنے ہوں۔ اور مادہ اور اس کے عناصر نیست سے ہست ہوئے ہوں۔

خلاصہ ان تمام جوابات کا یہ ہے۔ کہ موجودہ دنیا میں نیست سے ہست کی نظیر کا نہ دیکھا جانا اس امر کو مستلزم نہیں۔ کہ نیست سے ہست ہونا ناممکن ہو کیونکہ آریہ خود اس موجودہ دنیا میں بہت سی باتوں کو ناممکن مانتے ہیں۔ مگر ان کے نزدیک وہ باتیں فی نفسہٖ ممکن ہیں۔ بلکہ ابتدائے سرشٹی میں وہ ہُوا بھی کرتی ہیں۔ اس سے ثابت ہُوا۔ کہ موجودہ مشاہدہ ایسا قانون نہیں۔ جس پر کسی امر کے ممکن یا ناممکن ہونے کا انحصار ہو۔ (باقی دارد) (دبیر محمد اسحاق)

پیغامی مشن

مسیح موعود نبی اللہ

(۱۲)

اعتراض ۱۷۔ اگر مرزا صاحب بروز محمد صلعم تھے۔ تو بروز مسیح ناصری بھی تو تھے۔ اور بروز کرشن بھی تھے۔ لہٰذا بروز محمد صلعم ہونے میں آپ کی کونسی خصوصیت ہے۔

جواب۔ اس امر کو خوب ہی یاد رکھو۔ کہ حضرت مسیح موعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ اور آپ کے شاگرد ہیں۔ اور بیٹوں کی طرح آپ کے نام کے وارث آپ کے علم کے وارث آپ کے خُلق کے وارث اور آپ کی روحانیت کے وارث ہیں۔ غرض ہر ایک کمال کے وارث ہیں۔ اس لئے بروز محمد صلعم ہونے میں آپ کو خاص خصوصیت ہے۔ اور باقی دیگر انبیاء علیہم السلام کے بروز ہونے میں آپ کو کوئی خصوصیت نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب مسیح موعود نے محمد رسول اللہ صلعم کے بالمقابل اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ تو محض ایک امتی اور آپ کے فیض سے پروردہ۔ لیکن برخلاف اس کے جب دوسرے انبیاء علیہم السلام کے بالمقابل اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ تو اپنے آپ کو ان پر ہر شان میں فضیلت دی ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔ "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اپنی تمام شان میں اس مسیح سے بہت بڑھ کر ہے"۔ (دافع البلاء) پس یہ امر محتاج بیان نہیں۔ کہ بروز محمد صلعم ہونے میں مسیح موعود آنحضرت صلعم کے فیض سے پروردہ ہے لیکن بروز مسیح ناصری یا دیگر انبیاء علیہم السلام کے بروز ہونے میں مسیح موعود ہرگز ان کے فیض سے پروردہ نہیں۔ چنانچہ مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"میری نسبت اسکی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا یہ قول واٰخرین منہم لما یلحقوا بہم اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس اٰخرین کے لفظ میں فکر کرو۔ اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا ہے۔ اور اسکو کامل بنایا۔ اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا۔ یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہُوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہُوا۔ اور یہی معنے اٰخرین منہم کے بھی ہیں۔ ×× اور جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفےٰ میں فرق کرتا ہے۔ اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے۔ اور نہیں پہچانا ہے"۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۰-۱۷۱)

یہ تو مسیح موعود کے بروز محمد صلعم ہونے کی حقیقت ہے۔ لیکن بروز مسیح یا بروز دیگر انبیاء ہونے میں مسیح موعود ہرگز مسیح ناصری یا دیگر انبیاء علیہم السلام سے فیض یافتہ نہیں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اگر دیگر انبیاء اس وقت ہوتے۔ تو یقیناً اس بروز محمد صلعم کی فرمانبرداری کرتے۔ اور اپنے آپ کو اس کے فیض کا محتاج پاتے۔ پس بروز محمد صلعم ہونے میں ہم مسیح موعود اور محمد رسول اللہ میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ لیکن بروز عیسےٰ مسیح یا راجہ کرشن یا دیگر کسی نبی کے بروز ہونے میں مسیح موعود اور دیگر انبیاء میں وہی فرق ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلعم میں اور دیگر انبیاء میں ہے۔ اسکی مثال یوں ہے۔ کہ بروز محمد صلعم ہونے میں تو آپ اس وارث بیٹے سے تشبیہ رکھتے ہیں۔ جو اپنے باپ سے ہر ایک رنگ میں ملتا جلتا ہے۔ اور ہر ایک کمال اپنا خود نہیں بلکہ اپنے باپ سے حاصل کرتا ہے۔ لیکن دیگر انبیاء کے بروز ہونے میں آپ اس شہنشاہ سے تشبیہ رکھتے ہیں۔ جو بذاتہٖ خود ایک شہنشاہ ہو۔ لیکن صفات میں کسی دوسرے شہنشاہ سے تشبیہ رکھتا ہو۔ اور ہمرنگ ہو۔ پس بروز محمد صلعم ہونے میں آپ بالواسطہ ہیں۔ اور بروز انبیاء ہونے میں آپ براہ راست ہیں۔ یہی ایک وجہ ہے۔ کہ مسیح موعود نے حضرت نبی کریم صلعم کے بالمقابل اپنے نفس کو پیش نہیں کیا۔ بلکہ اپنے آپ کو بروزی وجود قرار دیا ہے لیکن دوسرے انبیاء کے مقابل جب اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ تو بڑے زور سے اپنے آپ کو ان پر فضیلت کلی قرار دی ہے۔

اعتراض ۱۸۔ حضرت صاحب نے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے۔ کہ "ہر ایک نبی کا ایک بعث ہے لیکن ہمارے نبی کریم صلعم کے دو بعث ہیں۔ اور اس پر نص قطعی آیت کریمہ واٰخرین منہم دلالت کرتی ہے"۔ لیکن برخلاف اس کے یہ مانی ہوئی بات ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ بھی دوبارہ آئیں گے۔ اور دیگر انبیاء بھی بعض وقت دوبارہ آئے۔ مثلاً حضرت الیاس کا یوحنا کی بروزی صورت میں دوبارہ آنا وغیرہ وغیرہ پس اس صورت میں حضرت نبی کریم کے دو بعث ہونے میں کوئی خصوصیت نہ رہی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب۔ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اصل بروز کے طور پر دوبارہ آئے ہیں۔ اور دیگر انبیاء مثیل بروز کے طور پر دوبارہ آئے۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مورد بروز کوئی ایسا شخص نہیں۔ جس کا کمال اپنے طور پر ہے۔ بلکہ ایسا وجود ہے۔ جس کا تمام کمال اپنے طور سے نہیں۔ بلکہ اسی میں ہو کر اور اسی میں فنا ہو کر حاصل کردہ ہے۔ لیکن یہ بات دوسرے بروز میں پائی نہیں جاتی۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی۔ آج تک ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ کہ ایک نبی کا بروزی طور سے دوبارہ آنا ایسے شخص پر موقوف کیا گیا ہو۔ جو اول اس کے فیض سے پروردہ ہو۔ اور اس کا ہر ایک کمال اپنے طور سے نہیں بلکہ صاحب بروز سے پایا ہو۔ پس اس صورت میں اصلی اور حقیقی معنوں میں آنحضرت صلعم کے ہی دو بعث ماننے پڑے۔ نہ کہ کسی اور نبی کے۔ کیونکہ وہ بروز اس شعر کا مصداق ہے۔ کہ ؎

من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

وہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی لئے مقدر ہے۔ کسی اور نبی کو ہرگز ہرگز یہ مرتبہ حاصل نہیں۔ کہ اس کا کوئی بروز اسی سے فیضیافتہ ہو کر اس کا مورد بروز ہو۔ اس لئے کوئی نبی اس بات کا مستحق نہیں۔ کہ کہا جاوے۔ کہ اس کے لئے دو بعث مقدر ہیں۔ سوائے حضرت نبی کریم کے۔

اعتراض ۱۹۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مسیح موعود خود بھی اٰخرین منہم میں داخل ہے۔ اور مسیح موعود کی جماعت بھی۔ پس اس سے مسیح موعود کا صرف صحابی ہونا لازم آیا۔ نہ کہ محمد رسول اللہ صلعم۔

جواب۔ ایک دفعہ نہیں۔ بلکہ کروڑہا دفعہ اس امر کا اعلان ہو چکا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود ذوالوجہین شان میں نازل ہوئے ہیں۔ فیض لینے میں تو وہ امتی ہیں۔ اور صحابہ کی جماعت میں داخل ہیں۔ لیکن فیض دینے میں وہ نبی ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان رکھتے ہیں۔ اور مسیح موعود کی جماعت صحابہ کی جماعت نہیں کہلا سکتی۔ جب تک مسیح موعود کو محمد رسول اللہ صلعم کی ہی شان میں مانا نہ جاوے۔ چنانچہ مسیح موعود فرماتے ہیں:۔ "مسیح موعود کی جماعت خدا کے نزدیک صحابہ میں کی ایک جماعت ہے۔ اور اس نام رکھنے میں کچھ فرق نہیں۔ اور یہ مرتبہ مسیح موعود کی جماعت کو ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ نبی کریم ان کے درمیان اسی قدسی قوت اور روحانی افاضہ کے ساتھ موجود نہ ہوں۔ جیسا کہ صحابہ میں موجود تھے۔ یعنی مسیح موعود کے واسطہ سے کیونکہ وہ نبی کریم کا مظہر اور آنجناب کے لئے حلہ کی مانند ہے"۔ (خطبہ الہامیہ صـ۱۹۹)

پس آیت اٰخرین منہم جہاں مسیح موعود کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے استاد اور شاگرد کی نسبت ظاہر کرتی ہے۔ وہاں اسکی جماعت کو صحابہ کی جماعت قرار دے کر مسیح موعود کو آنحضرت کی حقیقت کا مظہر تام پیش کرتی ہے۔ پس اس امر کو خوب ہی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مسیح موعود صرف امتی نہیں بلکہ نبی بھی ہیں۔ صرف جمالی نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلعم بھی ہیں۔ صرف خلیفہ نہیں۔ بلکہ خود صاحب خلفاء بھی ہیں۔ صرف قمر نہیں۔ بلکہ شمس بھی ہیں۔ صرف غلام احمدؐ نہیں۔ بلکہ احمدؐ بھی ہیں۔ صرف فیضیافتہ نہیں۔ بلکہ فیض دہندہ بھی ہیں۔ پس مسیح موعود غلام احمد ہونے میں تو امتی ہے۔ اور آنحضرت صلعم کے صحابہ میں داخل ہے۔ لیکن احمد ہونے میں وہ محمد ثانی ہے۔ (دیکھو ایک غلطی کا ازالہ) اور اپنے اندر بغیر فرق ایک ذرہ کے حقیقت محمدیہ من وعن رکھتا ہے۔

اعتراض ۲۰۔ آیت واٰخرین منہم تبلا رہی ہے۔ کہ کوئی دوسری رسالت تبدیل ہونے والی نہیں۔ رسول اللہ صلعم کے بعد آنیوالے محمدی سارے آخری ہیں۔ اور مسیح موعود کی جماعت بھی آخری ہے

جواب۔ گویا معترض کے نزدیک واٰخرین منہم میں منہم کی ضمیر تمام افراد امت کی طرف راجع ہے۔ نہ کہ صرف صحابہ کی طرف۔ ھذا بہتان عظیم۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔ "آیت ممدوحہ بالا واٰخرین منہم میں یہ تو نہیں فرمایا۔ کہ واٰخرین من الامۃ بلکہ یہ فرمایا واٰخرین منہم۔ اور ہر ایک جانتا ہے۔ کہ منہم کی ضمیر اصحابؓ کی طرف راجع ہے۔ لہٰذا وہی فرقہ منہم میں داخل ہو سکتا ہے۔ جس میں ایسا رسول موجود ہو۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہو۔ اور خدا نے میرا نام محمدؐ و احمدؐ رکھا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے ہی قرار دیا ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صـ۶۷)

پس منہم سے تمام افراد امت کو مراد لینا درحقیقت قرآن شریف میں تحریف کا مرتکب ہونا ہے۔ بلکہ منہم سے صرف صحابہ ہی مراد ہیں۔ (باقی دارد)

قوت مردانہ اور مایوس مریضوں کی سچی رفیق

خطۂ بنگال کی مشہور و معروف

حکماء بنگال کا عجوبہ روزگار

امرت بوٹی رجسٹرڈ یادگار بنگالی

امرت بوٹی ان نوجوانوں کیلئے آب حیات سے کم نہیں جنہوں نے عالم شباب میں خود اپنے ہاتھوں سے یا کثرت جماع سے موتیوں کے برابر تولنے والی مردانہ طاقت کو زائل اور برباد کر ڈالا ہو۔ یا ان عمر رسیدہ لوگوں کے لئے اکسیر نایاب ہے۔ جن کی امنگیں بدستور قائم ہوں۔ مگر جسم اور اعضائے مخصوص کے پٹھوں سے اصل طاقت خارج ہو چکی ہو۔ امرت بوٹی کا سب سے اول اثر معدہ اور جگر پر ہوتا ہے۔ اس کے استعمال سے جو یان کثرت احتلام سستی۔ کمزوری دور ہو کر پانی کی طرح پتلی اور بہتی ہوئی قوت مردانہ شہد کی طرح گاڑھی ہو جاتی ہے۔ جوش جوانی کا لطف اٹھانیوالے امرت بوٹی استعمال کریں۔ ۱۰۰ گولی کی شیشی عہ ۵۰ گولی عہ ۲۵ گولی ۱۴ر۔ مریض کے حالات پہنچنے پر امرت طلاء جو بالکل بے ضرر ہے شیشی کلاں نصف شیشی روانہ کیا جاتا ہے

پتہ احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر کینٹ پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اچھوت اقوام اور ہمارا فرض

مذہب اس راستے اور طریق کو کہتے ہیں۔ جس پر چل کر انسان خدا تعالےٰ تک پہنچ سکے۔ اور اپنے محبوب حقیقی و مطلوب سرمدی تک رسائی حاصل کر سکے۔ اسکی رضا و خوشنودی کو پا سکے۔ اسکی لقاؤ ملاقات کے ممتاز شرف سے مشرف ہو سکے۔ اور ان آنکھوں کے ساتھ اسی دنیا میں اس مجسمۂ رحمت ذات بابرکات کا مشاہدہ کر کے اپنی روح و قلب کو اطمینان و تسکین دلا سکے۔ کیونکہ انسانی تخلیق و تکوین کی غرض و غایت ہی خدا تعالےٰ کو پانا اور اسکی خوشنودی و پسندیدگی کو حاصل کرنا ہے۔ اسی غرض کی یاددہانی اور توجہ دہی کی خاطر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سلسلہ وجود میں آیا۔ اور اسی بات کے پیش نظر مذاہب کی تشکیل ہوئی۔

سچے اور خدائی مذہب کا امتیازی نشان اور طغرائے امتیاز یہ ہے۔ کہ اسکی بنیاد مساوات حقیقی کے عظیم الشان اصول پر استوار ہو۔ اسکی دعوت و تبلیغ ہر کس و ناکس کی طرف ہو۔ اس کا دروازہ ہر دستک دینے والے کے لئے کھلا ہو۔ اور اسکی محبت بھری گود ہر ایک کو اپنے آغوش میں لینے اور سینے سے چمٹانے کے لئے کشادہ ہو۔ اس کے نزدیک کالے۔ گورے۔ اسود۔ احمر۔ سیاہ فام اور سفید فام سب ایک ہی پلیٹ فارم پر کھڑے ہوں۔ ان کے درمیان نسلی برتری و فوقیت اور خاندانی امتیاز و اقتدار کو قطعاً راہ نہ رہی ہو۔ ہر ایک فرد بشر سے مساوی سلوک کرنے اور ہر ایک نوع انسان کو ایک آنکھ سے دیکھنے کا دعویدار ہو۔ اس میں درجات و مراتب کا حصول کسی خاص نوع کے ساتھ مخصوص نہ کیا گیا ہو۔ بلکہ اس کا دائرہ عمل ہر ایک کے لئے کھلا ہو۔ اور ترقی و مسابقت کا ایک نہایت کھلا میدان چھوڑا ہو۔ ہر ایک کے حقوق کی حفاظت و نگہداشت کا اطمینان بخش انتظام ہو۔

یہ وہ اصول ہیں۔ جو کسی مذہب کی پرکھ اور صداقت کے معلوم کرنے کے لئے نظر کے سامنے رکھنے چاہئیں۔ اور جن پر مذاہب کی چھان بین اور دیکھ بھال کرتے وقت اپنی تحقیق کا مدار رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ چیزیں جو خداوند تعالےٰ نے عام مخلوق کی بہتری اور فائدہ کی خاطر بنائی ہیں۔ ان میں کسی قسم کے امتیاز و اختصاص کو جگہ نہیں دی۔ بلکہ وہ بغیر کسی تخصیص و تعین کے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچا رہی ہیں۔ اور اس نوع مخلوق کو اپنا ممنون احسان بنا رہی ہیں۔ جب دنیاوی چیزوں کا یہ حال ہے۔ تو مذاہب جو روح کی تسکین کا موجب اور دلوں کے اطمینان کا باعث ہوتے ہیں۔ کیونکر اس اصل سے الگ ہو سکتے ہیں۔ پس یاد رکھو۔ وہ مذہب جو مخلوق خدا میں تفریق و تقسیم کا موجب بنتا ہے۔ اور ان میں ادنےٰ و اعلیٰ۔ نیچ اونچ۔ شودر اور غیر شودر ہونے کے شاخسانے کھڑے کرتا ہے۔ وہ خدائی مذہب نہیں۔ حاشا و کلا بلکہ وہ کسی متعصب انسان کے دماغ کا مرہون منت ہے۔

اچھوت جو سینکڑوں سالوں سے ہندوؤں کے مشق ناز اور ظلم و ستم کا نشانہ بنتے چلے آئے ہیں۔ ان کے انسانیت سوز مظالم اور صبر شکن ستم آرائیوں کو مردانہ طور پر برداشت کرتے آئے ہیں۔ ان کی خلاف آدمیت حرکتوں اور حیوانوں سے بھی بدتر سلوکوں کو کمال صبر و استقلال کے ساتھ سہتے آئے ہیں۔ اب مظالم و ستم کے حد سے تجاوز کر جانے صبر کے پیالہ کے لبریز ہو جانے اور پانی کے سر پر سے گزر جانے کے باعث تلملا اٹھے ہیں۔ اور نہایت مضطربانہ حالت میں نفرت و حقارت کے جذبات سے پر ہو کر سخت غیظ و غضب کے جذبات کو اپنے سینوں میں جگہ دیکر ہندو مذہب کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اور اس کو بہت بری طرح کوسنا شروع کیا ہے۔ اور اس مذہب کے خلاف جس نے ان کو اس ذلت و رسوائی کی حالت میں پہنچا دیا۔ اور حیوانوں سے بھی بدتر حالت میں کھڑا کر دیا۔ کھلے طور پر علم جہاد بلند کیا ہے۔ اور اس جہاد میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک کے اچھوتوں کو شامل ہونے کے لئے کھڑا کر دیا ہے۔ اور اس تعلیم کے خلاف جس نے ان کو اس درجہ پستی و ذلت کی زندگی بسر کرنے کے لئے مجبور کر کے اور انسانیت کے دائرے سے نکال کر حیوانیت کے دائرے میں داخل کر دیا۔ انتہائی رنج و غصہ کی ایک لہر پیدا کر دی۔ اور ایک عام رو چلا دی ہے۔ یہ رو روز بروز زور پکڑتی جاتی ہے۔ دن دگنی اور رات چوگنی تیز رفتار سے ترقی پذیر ہے۔ اچھوت اقوام کھلم کھلا طور پر ہندو مذہب کے مقابلہ پر اتر آئی ہیں۔ اور اس جذبہ کے ماتحت جو سینکڑوں سالوں سے ہندو اعلیٰ جاتی کے ناروا سلوک سے ان کے دلوں میں پیدا ہو رہا تھا۔ ہندو دھرم کے خلاف نفرت و حقارت کا اظہار کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور اس سے عام بیزاری ظاہر کر کے اس کے جوئے کو اپنی گردنوں سے اتار پھینکنے پر تیار ہو گئے ہیں۔

ان کے ان لیڈروں نے جن کے دلوں میں قوم کا درد ہے۔ اور قوم کی مشکلات اور ان کی علل و اسباب پر پوری طرح آگاہی حاصل کی ہے۔ اپنے آرام و آسائش سے کنارہ کش ہو کر ہندوستان کے تمام علاقے کا دورہ شروع کیا ہوا ہے۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر جگہ پہنچ کر اپنی قوم کو موجودہ مشکلات پر آگاہ کیا ہے۔ اور آئندہ مصائب پر اطلاع دی ہے۔ اور ان کو اپنی پستی و ذلت نکبت و ادبار کا احساس کرایا ہے۔ اور ان کے دلوں میں اس بات کو مضبوطی سے جما دیا ہے۔ کہ تمہاری اس ذلت و رسوائی کا بڑا سبب اور اصل موجب وہ مذہب ہے۔ جس کی طرف تم اپنے آپ کو منسوب کرتے ہو۔ جبتک تم اپنے آپ کو اس مذہب کی طرف منسوب کرتے رہو گے۔ تمہارے لئے کوئی عزت کی جگہ نہ نکلے گی۔ اور جب تک منوسمرتی یا اسی قسم کی دوسری ہندو پستکیں دنیا میں موجود ہیں۔ اس وقت تک ہمارے لئے ترقی کرنا اور اس پستی کی حالت سے باہر آنا نہ صرف محال بلکہ ناممکن ہے۔ پس اٹھو اور اس کے خلاف جہاد کرو۔ اس کے وجود کو دنیا سے ناپید کر دو۔ اور اسے نذر آتش کر دو۔ اسکی تعلیم کے پردے کو دنیا کے سامنے تار تار کر دو۔ اور اس سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لو۔ چنانچہ یہ خیال اب قوم کے اندر سرایت کر گیا ہے۔ اور یہ بات ان کے دلوں میں مضبوطی سے جم گئی ہے۔ کہ منوسمرتی کی موجودگی میں ان کے لئے ترقی عنقا ہے۔ اسی وجہ سے بعض جگہوں پر منوسمرتی کو کھلم کھلا نذر آتش کر دیا گیا ہے۔ اور اس طرح اس کے خلاف اپنے غیض غضب اور نفرت کا اظہار کیا ہے۔ یہ عملی کارروائی روز بہ روز ترقی پر ہے۔ اور وہ دن دور نہیں۔ بلکہ بہت ہی قریب تر ہیں۔ جبکہ ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک تمام اچھوت ہندو مذہب سے الگ ہو جائینگے۔ اور اپنے آپ کو اس طرف منسوب کرنے سے ہٹا لیں گے۔

اس مرحلہ پر جبکہ اچھوت اقوام اپنے پرانے مذہب سے الگ ہو کر ایک دوسرے مذہب کی تلاش میں سرگردان و حیران ہیں۔ یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے سامنے ایسی بات کو رکھا جائے۔ کہ یہ موقع بڑا نازک ہے۔ اور پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی جگہ ہے۔ مذاہب تو ان کے سامنے متعدد ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے۔ کہ ان میں سے کونسا مذہب ہے۔ جو ان کی موجودہ مشکلات و مصائب سے بالکل آرام دہ اور موجودہ بے چینیوں اور گھبراہٹوں کو دور کر دے۔ ان کو اس پستی کی حالت سے نکال کر ذلت اور رسوائی کی زندگی سے خلاصی دے کر آئندہ ترقی کی راہوں کو آسان کر دے۔ اور دینی و دنیوی ترقیات کے دروازوں کو کھول دے۔ مساوات و برابری کے اصول پر لے آوے۔ اور ان کی اس تقسیم و تفریق کی حالت کو مٹا کر ایک دوسرے کے ساتھ بھائی بھائی بن کر رہنے کا موقع پیدا کر دے۔ ان باتوں پر اچھوت اقوام ٹھنڈے دل سے غور کریں گی۔ اور غور و تدبر سے کام لینگی۔ تو ان کے لئے اس حقیقت کا سمجھنا اور اس بات پر آگاہی پانا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ کہ ان کی موجودہ مشکلات کا واحد حل اور بے چینیوں کو دور کرنے کا یگانہ ذریعہ صرف اسلام ہی ہے۔ اسلام صرف موجودہ مشکلات و بے چینیوں کا حل ہی اپنے اندر نہیں رکھتا۔ بلکہ آئندہ ترقیات کا دروازہ بھی کھولتا ہے۔ مذہب اسلام رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ باہمی امتیازات کو مٹا کر حقیقی مساوات قائم کرتا ہے۔ نسلی برتری اور خاندانی قومیت کو یکسر موقوف کر کے ایک سٹیج پر لے آتا ہے۔ غرضیکہ اسلام ان تمام نعمتوں سے مالا مال کرتا ہے۔ جو دوسرے مذاہب میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتیں۔

مسلمانوں کو بھی اس طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ اور خدا تعالےٰ جس نے اچھوتوں کے دلوں میں ایک بہت بڑی تبدیلی پیدا کی ہے۔ اور انہیں مذہب کی تبدیلی کا خیال پیدا ہو گیا ہے۔ اور خاص طور پر مذہب اسلام کی طرف رجحان ہوا ہے۔ تو ہمیں ان کے اس خیال کا خیر مقدم کرنا چاہیئے۔ اور ان کے اس نیک ارادے کی قدر کرنی چاہیئے۔ انہیں اسلامی تعلیم پر آگاہ کرنا اسکی برکات پر اطلاع دینا۔ اور اسلام کو نہایت عمدگی کے ساتھ ان کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ اسلام کے قریب ہو سکیں۔ اور اسلام کا جوا اپنی گردنوں پر رکھ سکیں۔ اور قرآن پاک کے سنہری اصول پر عمل کرانا مسلمانوں کا فرض ہے۔ باقی آئندہ والسلام۔

طالب دعا مختار احمد بٹ سکرٹری جماعت احمدیہ بانڈی پورہ کشمیر۔

مقصد حیات

(رقم زدہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب)

دنیا میں انسانوں کے درمیان ظاہری اختلاف قوت و دولت بہتوں کے واسطے موجب حسد اور رنج ہوتا ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو ظاہری اختلاف کوئی چیز نہیں۔ یہ صرف ایک دھوکہ ہے۔ جس میں حقیقت سے ناواقف لوگ محض اپنی کوتاہ نظری کے سبب ایک خیالی دکھ اٹھاتے ہیں۔ ایک متنفس جو راجہ کے گھر پیدا ہوا۔ اس کے گردوپیش کی اشیاء اس کے قلب و جسم پر اتنا ہی اثر ڈالتی ہیں۔ جتنا کہ ایک مفلس کا بچہ اپنے گردوپیش کی اشیاء سے متاثر ہوتا ہے۔ ہر دو اپنی اپنی حالتوں میں یکساں طور پر راحت و رنج پاتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا ترازو ہوتا۔ جو انسان کی قلبی کیفیت اور اسکی خوشی اور غم کا وزن کر سکتا۔ تو امیر اور غریب بچوں کے دلوں میں بلحاظ ان کی امارت اور غربت کے کوئی فرق دکھائی نہ دیتا۔ کوئی ظاہری چیز فی نفسہٖ نہ آرام دینے والی ہے نہ ضرر پہنچانیوالی ہے۔ ان چیزوں کا استعمال کرنے والا یا ان کی طرف نگاہ کرنے والا جس نقطۂ نظر سے ان کا خیال اپنے دل میں لاتا ہے۔ اسی کے مطابق وہ اشیاء اس کے واسطے آرام یا تکلیف کا موجب ہو جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک امیر اپنے موٹر کار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر سوار ہو کر جا رہا ہے۔ موٹر تیز رفتاری سے سڑک پر سے جا رہی ہے۔ ایک غریب پا پیادہ اسی سڑک پر اپنا راستہ طے کرتا ہوا اس موٹر کی طرف دیکھتا ہے۔ امیر اس موٹر کو دیکھنے اور اس پر سوار ہونے کا ایسا عادی ہے۔ کہ اسے خیال بھی نہیں آتا۔ کہ اس کے پاس موٹر ہے۔ جو دوسروں کے پاس نہیں۔ بلکہ ممکن ہے۔ کہ جس کام کی خاطر وہ موٹر دوڑا رہا ہے۔ اس کے مشکلات کے حل کی فکر میں اس کا دماغ چکرا رہا ہے۔ لیکن غریب اس خیال سے کہ اس کے پاس موٹر نہیں۔ اور اسے پیادہ چلنا پڑا ہے۔ امیر کو بڑے راحت اور آرام میں سمجھ کر دل کے اندر کڑھ رہا اور اپنی قسمت پر غم کھا رہا ہے۔ پس موٹر فی نفسہٖ کچھ چیز نہیں۔ وہ اپنے مالک کو کوئی خوشی نہیں دے رہی۔ اور نہ غریب کو کوئی تکلیف پہنچا رہی ہے۔ ہر ایک اپنے نفس کی بلندی یا پستی کے سبب آرام یا دکھ حاصل کر رہا ہے۔ فقیر راجہ یا نواب کو اعلیٰ درجہ کی سواری پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر کڑھتا ہے۔ کہ یہ کس مزے میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ اور میں کیسے افلاس کی نکبت میں گرفتار ہوں۔ اور راجہ یا نواب فقیر کی طرف نگاہ کر کے آہ بھرتا ہے۔ کہ یہ شخص کیسا سبکدوش جا رہا ہے۔ حکومت کے جھگڑوں اور بکھیڑوں سے جو ہر وقت مجھے مغموم رکھتے ہیں۔ یہ شخص آزاد ہے۔ راجہ اور فقیر ہر دو دکھی ہیں۔ اور ان کے حزین قلب کے حزن و غم کو اگر کسی ترازو سے تولا جا سکے۔ تو دونوں کا وزن قریباً برابر ہے۔ لیکن اگر راجہ اور فقیر ہر دو اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھنے والے اور اس سے دل لگانے والے ہو جائیں۔ تو ہر دو کو ایک اطمینان حاصل ہو گا۔ اور غم دور ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ اس بات کو یاد رکھو۔ کہ اطمینان قلب کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انسان اللہ کو یاد رکھے۔ اس سے محبت کرے۔ اور اس کے احکام پر چلے۔ اور ہر حال عسر و یسر رنج و راحت میں اسی کی طرف قدم آگے بڑھائے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک تعلق پیدا کرنے کے سوائے سچی راحت اور حقیقی اطمینان کسی اور شے سے حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ایک اٹل قانون ہے۔ اور کبھی خطا نہ ہونیوالا نسخہ ہے۔ اس کے سوائے جس قدر خوشیاں ہیں۔ سب عارضی اور وقتی اور بے پایان اور بے ثبات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن شریف میں اس دنیا کی مثال کھیل اور تماشا سے دی ہے۔ انما ھذہ الحیوٰۃ الدنیا لھوٌ ولعبٌ۔ دنیا ایک کھیل و تماشا ہے۔ ہر شخص کو تھیٹر و سینما، یا نقالوں کا تماشا دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ تھیٹر میں ایک بادشاہ ہوتا ہے۔ ایک وزیر۔ ایک سپاہی ایک مسکین۔ ایک بیوقوف لیکن حقیقت میں نہ بادشاہ بادشاہ ہے۔ نہ وزیر وزیر نہ مسکین مسکین۔ اور نہ بیوقوف بیوقوف ہے۔ اور جب تماشہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور آخر پردہ گرتا ہے۔ تو مالک تھیٹر اس شخص کو کچھ زیادہ تنخواہ نہیں دے دیتا۔ جو بادشاہ بنایا گیا تھا۔ اور اسکو کچھ کم تنخواہ نہیں دیتا۔ جس نے بیوقوف کا پارٹ لیا۔ بلکہ ہر ایک کو اسکی اجرت اس لحاظ سے دی جاتی ہے۔ کہ جو کام اس کے سپرد کیا گیا تھا۔ وہ کام اس نے کس عمدگی سے کیا۔ اور اس لحاظ سے ممکن ہے۔ کہ اسٹیج پر جو بیوقوف بنایا گیا تھا۔ وہ اپنے پارٹ کو زیادہ عمدگی سے سرانجام دینے کے باعث زیادہ تنخواہ حاصل کرے بہ نسبت اس کے جو بادشاہ بنایا گیا۔

اس مثال سے یہ امر واضح ہوتا ہے۔ کہ اس جہان میں انسان کی زندگی اس شخص کی طرح ہے جو سٹیج پر ایکٹ کر رہا ہے۔ اس کا دوکاندار یا موچی یا جلاہ یا حاکم ہونا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ حقیقت اس بات میں ہے۔ کہ اس نے دوکانداری یا موچی پنا یا جلاہ کا کام یا حاکم ہونے کا کام کس عمدگی سے کیا۔ جیسا کہ کسی امتحان میں جتنے امیدوار شامل ہوتے ہیں۔ سب کے واسطے کم از کم مارک پاس ہونے کے لئے ۲۵ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ ہوتے ہیں۔ کوئی ۱۰۰ سے زائد نہیں سکتا۔ کوئی ۲۵ سے کم میں پاس نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہی اس عالم میں بادشاہ اور کوچوں میں جھاڑو دینے والے ہر دو کے واسطے کل نمبر ۱۰۰ ہے۔ اور پاس ہونے کیلئے ۲۵ نمبر بادشاہ اپنی بادشاہی کے کام سے مارک لیگا۔ اور خاکروب اپنے کام کے لحاظ سے مارک لیگا۔ اور اسمیں ہر ایک کے واسطے ترقی و تنزل کا یکساں موقعہ ہے۔

جب یہ صورت حال مساوات کی ہے۔ تو انسان کو کبھی اس بات سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ کہ دنیا میں اس کے ذمے کیا کام لگایا گیا ہے۔ جو کام بھی ہو۔ اسی کو بہتر سے بہتر کرنے کی انسان کوشش کرے۔ کیونکہ اسی کام میں اس کے لئے اعلیٰ مدارج روحانی حاصل کرنے کا موقعہ ہے۔ اس جسم میں انسان اسی واسطے چند سالوں کے لئے بھیجا گیا۔ کہ وہ اس ذریعہ سے اپنی روحانی ترقیات اور مدارج کو حاصل کرے۔ اور یہ امر ہر متنفس کے لئے ممکن ہے۔ خواہ ظاہری حالت میں اس کا مرتبہ اور مقام کچھ ہی ہو۔ کتب تواریخ و سوانح سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض انبیاء اور اولیاء جلاہ یا بڑھئی یا گڈریا یا بیوپاری یا موچی وغیرہ اس قسم کے کام کرتے تھے۔ اور اسی میں ان کو ولایت یا نبوت عطا ہو گئی۔ پس ظاہری مال و دولت اور جاہ و حشم دراصل کچھ چیز نہیں۔ دانا آدمی کو نہیں چاہیئے۔ کہ ان ظاہری نمائشوں کا خیال کرے۔ اور قدرت کے اسباب نے جن حالات میں اسکو پیدا کیا۔ اور کہا۔ اسی میں اطمینان کے ساتھ اور خوشی کے ساتھ اپنے کام کو عمدہ سے عمدہ کرنے کی کوشش کرے تو اسی میں سلوک کی تمام منزلیں طے ہو جائیں گی۔ اور اسی میں وہ اپنی زندگی کا مقصد حاصل کریگا۔ اور اپنی مراد کو پہنچ جائیگا۔ (مصباح)

عام اطلاع۔ آپ کے ذمہ جو فاروق کا حق ہے۔ وہ جلدی عطا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

(مینیجر فاروق)

(الفضل میں شائع شدہ قادیان کے حالات کے متعلق ایک مضمون کے سلسلہ میں ایڈیٹر فاروق کی طرف سے ایک نوٹ شائع ہوا تھا۔ جس کے جواب میں یہ مضمون قادیان سے موصول ہوا ہے۔ اس لئے ہم اسے شائع کر رہے ہیں۔ ایڈیٹر فاروق قادیان سے تار آنے تک اس مضمون کے متعلق کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتے۔ ایڈیٹر)